مولانا سلمان الحق حقانی
مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ

# شہیدوں کی سرزمین طالبان کے دیس میں
# سفرنامہ امارتِ اسلامی افغانستان

''فتح مبین'' کے بعد طالبان کے دیس افغانستان میں ان کے مشائخ، علماء، زعماء اور اساتذۂ کرام بالخصوص شیخ الاسلام مولانا محمد تقی عثمانی، صدر وفاق المدارس، شیخ الحدیث مولانا انوار الحق، نائب صدر وفاق المدارس اور ناظم اعلیٰ مولانا محمد حنیف جالندھری و دیگر عظیم وفد نے پہلی مرتبہ وہاں کا دورہ کیا۔ جس کی اجمالی رپورٹ نذرِ قارئین ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(سلمان الحق)

---

## طالبان کی ''فتح مبین'' کا پس منظر :

افغانستان میں طالبان اور امارتِ اسلامی کی ''فتح مبین'' کا ایک سال پورا ہونے پر وہاں کی قیادت نے اپنے اکابر اساتذہ، مشائخ، مربیین و محسنین کو اپنی کارکردگی دِکھانے، پیش آمدہ اہم اُمور میں مشاورت لینے، عالمی سطح کی اُلجھی ہوئی سیاسی گتھیوں کو سلجھانے اور ان کی دُعاہائے مقبولہ و مستجابہ میں اپنے لئے حصہ وافر حاصل کرنے کی غرض سے بڑی منصوبہ بندی اور اہتمام سے افغانستان تشریف لانے کی دعوت دی۔ والد مکرم، طالبان کے مربی و محسن اور شفیق اتالیق، جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم شیخ الحدیث مولانا انوار الحق مدظلہم نے مجھے طالبان کے دیس افغانستان جانے کی بشارت سنائی تو مجھے ذوقِ علم و عمل اور شوقِ جہاد رکھنے والے غازیوں اور پُراسرار بندوں کی زمین افغانستان کا پورا تاریخی منظر، چالیس سالہ جہادی معرکہ مستحضر ہوگیا۔ جذبۂ جہاد اور شوق امارتِ اسلامی کے ولولے مچلنے لگے۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ؒ اور فادر آف طالبان عمِ محترم شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی مساعی جمیلہ، ایثار و قربانی، طالبان کی حمایت و معاونت اور جہادی اہداف اور مساعی جمیلہ میرے سامنے تھیں، میں نے دِل دِل میں کہا کہ افغانستان جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے روحانی

ابناء کا وطن ہے۔ ان غیرت مند انسانوں کا وطن ہے جنہوں نے کبھی بھی غلامی کی زندگی سے سمجھوتہ نہیں کیا، کبھی اپنی آزادی وخودمختاری کا سودا نہیں کیا، یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے وطن کی حفاظت وخدمت کو اپنی ماؤں، بہنوں کی عصمت کی طرح عزیز رکھا۔ چالیس سالہ مسلسل جہاد وقتال اور بے مثال قربانیوں کے بعد بالآخر اِن اللہ کے سپاہیوں نے دنیا کی فرعون مزاج سپر پاور سوویت یونین کی طرح بالآخر امریکہ اور اس کے چھیالیس اتحادی ملکوں پر جس طرح کاری ضرب لگائی اس نے طالبان کے افغانستان کے تاریخی تسلسل کو نئی تابانی اور درخشانی دی ہے۔

## جہاد مجاہدین اور طالبان کا عالمی تعارف :

چالیس سالہ یورپی سامراجی وحشیانہ یلغار کے پس منظر میں نمودار ہونے والی طالبان کی نئی قوت نے نہ صرف تیز پا فتوحات کے پرچم گاڑے بلکہ اپنے آپ کو دنیا کی توانا ترین تحریک کے طور پر بھی منوالیا، طالبان کی نمو، فتح اور غلبہ اتنا اچانک اور اتنا بھرپور تھا کہ آج تک اس پر پُراسرایت کا پردہ پڑا ہوا ہے۔ عہدِ حاضر کے فرعون ونمرود سپر پاور امریکہ ونیٹو غریب وفقیر اور بظاہر نادار حریف (طالبان) کے مقابلے میں شکست وریخت کے باعث جھکنے پر مجبور ہوگیا تھا۔ امریکہ کے صدر بش نے ۴۵/ اتحادیوں کی معاونت اور بے پناہ طاقت کے زعم میں نہتے طالبان کو دھمکی دیتے ہوئے کہا تھا، اپنے تمام اتحادیوں کے ساتھ مل کر تمہیں ہم پتھر کے زمانے میں پہنچا دیں گے۔ آخر میں ان دردِ دل سے عاری ظالموں نے سب سے طاقتور بم جسے یہ بموں کی ماں کہتے ہیں، برسائے، صرف طالبان پر نہیں بلکہ عام آبادیوں پر ڈیزی کٹر برسا کر میڈیا کے تمام ذرائع استعمال کئے مگر میڈیا پر پورے عالم کو یہ تأثر دیتے رہے کہ طالبان لوگوں کو مار رہے۔ لیکن آج وہ طالبان کے ساتھ مذاکرات کی میز پر شکست فاش سے دوچار ہوا، پھر میدانِ جنگ میں رات کے اندھیروں میں بگرام کے ائیر بیس سے راتوں رات دم دبا کر بھاگ گیا۔

## کاروانِ حق سوئے منزل رواں دواں :

آج پورا عالم طالبان کو جاننے، غور سے دیکھنے، پہچاننے اور انہیں سمجھنے کی خواہش رکھتا

ہے جو افغانستان کی فلاح چاہتا اور وہاں نظامِ اسلام کے نفاذ کی بہاریں دیکھنا چاہتا ہے بلکہ ہر مسلمان جس کے دِل میں نفاذِ شریعت' غلبۂ اسلام اور نظامِ مصطفیٰ کے نفاذ کی طلب' تڑپ اور جذبۂ جہاد موجود ہے وہ طالبان کے افغانستان کو دیکھنے اور وہاں چند لمحے گزارنے کے لئے بیتاب رہتا ہے۔ لہٰذا جب والد گرامی شیخ الحدیث مولانا انوار الحق مدظلہم اور وفاق المدارس العربیہ کے قائدین کو افغانستان کے دورے کی دعوت ملی تو میں نے اسے اچھا موقع، اللہ کی عنایت، عظیم نعمت اور غنیمت سمجھا۔ اگرچہ عوارض اور یہاں کی ضرورتیں اور ذمہ داریاں حوصلہ شکنی کرتی رہیں مگر احقر نے وفاق المدارس کی مرکزی قیادت کی رفاقت اور اپنے عظیم والد گرامی قدر شیخ الحدیث مولانا انوار الحق مدظلہٗ کی پیرانہ سالی میں خدمت کو اپنے لئے سعادت سمجھا اور سخت جان افغانوں اور استقامت و بہادری اور جان نثاری کی پہچان طالبان کا تصور ذہن میں لاتے ہوئے رواں دواں کاروانِ حق کے ساتھ آمادۂ سفر ہوا۔

## جہادِ افغانستان کی امتیازی شان :

سفرِ افغانستان پر روانگی سے قبل میرے ایک سوال کے جواب میں حضرت والدِ گرامی نے ارشاد فرمایا: ''جہاد اسلام کی آبرو' دوام و تسلسل اور غلبۂ اسلام کا پیش خیمہ اور پیش رفت ہے۔ بدر و اُحد کے غزوات ہوں' تبوک اور مدائن کی فتح ہو، معرکۂ قادسیہ ہو، مصر و شام کی فتوحات ہوں، اندلس و خراسان کے جہادی مراحل ہوں، شہداءِ بالاکوٹ کے کارنامے ہوں، یا تھانہ بھون اور شاملی کے میدانوں میں علماءِ دیوبند کی استقامت ہو، شیخ الہندؒ کی ریشمی رومال کی تاریخی تحریک ہو۔

الغرض! چھوٹی بڑی جہادی کاروائیوں سے تاریخ کے اوراق بھرے پڑے ہیں، لیکن افغانستان کا عظیم جہاد جو روس جیسی سپر طاقت سوویت یونین کے خلاف لڑا گیا، دنیا کے فرعونی مزاج امریکہ کے خلاف لڑا گیا، اور کامیاب ہوا، بجا طور پر عالمی سطح پر یہ اُمّ المعارك اور الملحمة الکبریٰ کہلانے کا مستحق ہوا۔ جس کے نتیجے میں روسی اور امریکی اقتصادی' سیاسی اور نظریات و تحریکات کے پرخچے اُڑا دیے گئے''۔

## مردانِ حق کی تکبیر مسلسل :

سوویت یونین کی شکست، اور اب دنیا کی واحد سپر پاور ہونے کے گھمنڈ میں مبتلا امریکہ اور اس کے حواری واتحادی وموالی نیٹو افواج کی پسپائی محض ٹیکنالوجی، فوجی برتری اور ساز وسامان کی زیادتی کی بنا پر نہیں ہوئی بلکہ طالبانِ مردان خود آگاہ، خدا مست مجاہدین کی قلندرانہ فلک شگاف نعرہ ہائے تکبیر کی ہیبت سے ہوا۔ جس سے کفار کے شقی قلوب ہی نہیں بلکہ وہاں کے بلند و بالا پہاڑوں کے سینے تک شق ہوگئے۔ ان طالبانِ افغانستان اور مردانِ حق کی تکبیر مسلسل، سوز وسازِ رومی، پیچ وتاب رازی، ایمانی حرارت، لشکر اسلام کی تیغ جگرداری وخودداری اور بے پروبال پراگندہ حال افغان مجاہدین کی پیہم اذانِ بلالی سے بالآخر کفر کے شبستان لرز گئے، اور آخر کار اس ضربِ مؤمن کے نتیجے میں دونوں آہنی قلعے (سوویت یونین اور امریکہ واتحادی یکے بعد دیگرے) زمین بوس اور ریزہ ریزہ ہو کر ٹوٹ گئے۔

## کرزئی ائیر پورٹ کابل میں استقبال :

(تاریخ ۲۵/جولائی) ہم لوگ امارتِ اسلامی افغانستان کی دعوت پر اسلام آباد سے کرزئی ائیر پورٹ کابل میں جہاز سے اُترے تو امارتِ اسلامی افغانستان کے زعماء، علماء، طلباء بالخصوص حقانی ابناء کثیر تعداد میں ہمیں لینے کے لئے ائیر پورٹ پر موجود تھے۔ انہوں نے اپنے اکابر اساتذہ، مشائخ اور اضیاف کا پرتپاک استقبال کیا اور حکام نے بیس (۲۰) سے زائد بلٹ پروف گاڑیوں میں بٹھا کر کاروانِ حق کو اپنی مضبوط سیکورٹی میں لے کر تقریباً مغرب کے قریب انٹر کانٹی نینٹل ہوٹل میں لے جایا گیا۔

والدِ گرامی نے فرمایا: دس عشروں پر محیط باہمی آویزش خانہ جنگی، روسی یلغار اور امریکی مظالم اور مغربی سفاکیت نے افغانستان کا نقشہ بدل دیا تھا، مگر طالبان نے افغانستان کی سرزمین کے لئے سب سے پہلے سب سے بڑی جو خدمت کی ہے۔ وہ قیامِ امن، قیامِ عدل وانصاف اور شریعت کا نفاذ ہے اور یہ ایک حقیقتِ واقعہ ہے کہ اس وقت امن، عدل، ملکی استحکام اور نفاذِ شریعت

افغانستان اور پوری دنیا کی سب سے پہلی ضرورت ہے۔

علماء ومشائخ، طالبان کے اساتذہ اور ۱۵ر زعماءِ پاکستان پر مشتمل کاروانِ حق جب شہیدوں کی سرزمین افغانستان کے ائیرپورٹ پر اُترا تو امارتِ اسلامی کی قیادت جو سرتاپا علم وعملِ صالح، تقویٰ واخلاص اور اسلامی انقلاب کی عملی تصویر تھے جن کے لباس، شکل وصورت اور اداؤں سے سنتِ رسولؐ کی خوشبو ٹپکتی تھی جن کے چہرے حقانیت کے نور سے منور تھے، جو اپنے اکابر واساتذہ اور مشائخ کے استقبال واحترام میں بچھے جا رہے تھے۔

ہوٹل پہنچے تو وہاں پہلے سے علماء، زعماء، حکمران، سرکاری افسران اور مجاہدین وعامۃ المسلمین بالخصوص حقانی فضلاء پہلے سے استقبال کے لئے موجود تھے۔ اپنے مہربان میزبانوں نے ہمیں چند لمحے استقبالیہ میں استراحت کے لئے بٹھایا۔ اس موقع پر موجود اور منتظر زعماء سے فرداً فرداً ہمارا تعارف کرایا گیا اور ان کا تعارف ہم سے کرایا گیا۔ ہمیں بے حد مسرت اور خوشی ہو رہی تھی کہ طویل عرصے سے اپنے بچھڑے ہوئے علماء، مجاہدین اور حقانی فضلاء سے ملاقات کا شرف حاصل ہو رہا تھا۔ کرزئی ائیرپورٹ اور ہوٹل دونوں جگہ اپنے اضیاف کا دل وجان سے استقبال کرنے والوں میں ۹۰ر فیصد تعداد حقانی فضلاء کی تھی جو اپنے مربی اور شفیق اتالیق، جامعہ حقانیہ کے مہتمم شیخ الحدیث مولانا انوارالحق، شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی اور دیگر اکابر علماء کی زیارت وملاقات کے استقبال کی سعادت حاصل کر رہے تھے، اور اپنی محبت بھری اداؤں سے نچھاور ہو رہے تھے۔ مغرب کی نماز تک اضیاف نے آرام فرمایا، چائے سے تواضع کی گئی۔

## وزیر داخلہ مولانا سراج الدین حقانی سے ملاقات ومشاورت :

نماز پڑھی اور فارغ ہوئے تو طالبان حکومت کے روحِ رواں مولانا جلال الدین حقانی کے فرزند ارجمند، قافلہ جہاد کے سرخیل، امارتِ اسلامی کے وزیر داخلہ، خلیفہ مولانا سراج الدین حقانی سرکاری زعماء، اپنے قریبی رفقاء اور علماء کے ایک وفد کے ہمراہ اسی ہوٹل میں تشریف لائے۔ تمام اکابر ومشائخ اور اضیاف کے ساتھ فرداً فرداً ملاقات کی، والد گرامی شیخ الحدیث مولانا

انوار الحق مدظلہٗ سے طویل ملاقات کی اور آئندہ چار روز کی تمام مصروفیات اور اہم پروگرام دونوں حضرات کی باہمی مشاورت سے طئے ہوگئے۔

## دار العلوم حقانیہ نے دار العلوم دیوبند کا کردار ادا کیا :

اس موقع پر والد گرامی مولانا انوار الحق مدظلہم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ الحمدللہ! پوری دنیا کو یہ آگاہی حاصل ہے اور دنیا بھر اس کا اعتراف کرتی ہے کہ آج جامعہ دار العلوم حقانیہ پاکستان اور افغانستان میں ''دیوبند ثانی'' کا صحیح مصداق ہے۔ دین کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جس میں فرزندانِ حقانیہ نے بڑھ چڑھ کر حصہ نہ لیا ہو، جہادِ افغانستان جو دار العلوم حقانیہ کی دیوار کے ساتھ اور حقانیہ کی دہلیز پر ہورہا تھا تو حقانیہ اس شورِ قیامت سے کہاں غافل اور الگ تھلگ رہ سکتا تھا۔ اور لالۂ ہائے صحرائی و کوہستانی کے قافلوں کے استقبال اور مہمان نوازی سے کیسے رُک سکتا تھا۔

چنانچہ سوویت یونین آمد کے ساتھ ہی مکتب ''عشق و شہادت'' حقانیہ کے فیض یافتہ آدابِ فرزندگی و شاگردی سے آراستہ اور اپنے شیخ کی فیضانِ نظر کے تربیت یافتہ مولانا جلال الدین حقانی، مولانا یونس خالص حقانی وغیرہ اور بانی دار العلوم حقانیہ مردِ قلندر شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کی تحریک، بھرپور رہنمائی و معاونت اور دُعاؤں سے اس عظیم معرکے میں مصروفِ عمل ہوگئے اور یہاں دار العلوم میں جاری تدریسی فرائض اور سلسلۂ لوح و قلم ترک کرکے اپنے وطن کی آزادی کی خاطر شمشیر و سنان کے جوہر دِکھانے کے لئے دیوانہ وار آتشِ نمرود میں سنت ابراہیمی کی پیروی کرتے ہوئے کود پڑے، پھر اس کے بعد محدثِ جلیل شیخ الحدیث مولانا عبدالحق جہادِ افغانستان کی مسلسل اخلاقی و سیاسی حمایت اور عملی معاونت میں مگن ہوگئے۔

## افغانستان کا تعلیمی نظام بالخصوص تعلیم النساء :

مشاورت میں سب سے پہلے ترجیحی پروگرام میں نظامِ تعلیم خصوصاً تعلیم نسواں کے بارے میں منسٹر ہائر ایجوکیشن حضرت مولانا عبدالباقی حقانی کے ساتھ طویل مشاورت ہوئی۔ مولانا عبدالباقی حقانی بھی رات کو تشریف لے آئے تھے اور رات گئے تک وہ موجود رہے اور دیر تک ان

کے ساتھ مشاورت اور مذاکرہ جاری رہا۔ گویا آج ہی سے ان کے شعبہ ہائے تخصّصات کا دورہ اور افغانستان میں خواتین کی تعلیمی تربیت سے متعلق تفصیلی مذاکرہ اور مشاورت کا آغاز ہوا۔

مولانا عبدالباقی حقانی جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے قدیم فاضل' طالبان کے سابق دورِ حکومت میں خوست کے گورنر' تصنیف و تالیف میں سباق الغایات ''اسلام میں نظامِ سیاست و حکومت'' جیسی شہرۂ آفاق کتاب کے مصنف اور دیگر دسیوں کتابوں کے مصنف ہیں۔ اس دوران کابینہ کے متعدد وزراء (جن میں اکثریت حقانیہ کے روحانی ابناء کی تھی) آتے رہے اور اپنے اساتذہ و مشائخ' اضیاف بالخصوص شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی اور شیخ الحدیث مولانا انوارالحق سے علیحدہ علیحدہ ملاقاتیں کرتے رہے اور یہ سلسلہ آخری روز بلکہ ائیر پورٹ تک جانے کے وقت تک جاری رہا۔

## مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب کا خواب اور مولانا انوارالحق کی تعبیر:

مولانا محمد تقی عثمانی صاحب نے کابل جانے والی رات اسلام آباد میں خواب دیکھا کہ اکوڑہ خٹک آیا ہوں ہر طرف مولانا سمیع الحق صاحب اور مولانا انوارالحق کے شاگرد طلبہ جمع ہیں، میں نے تعبیر بتلائی آج کابل جانے کا مطلب اکوڑہ خٹک ثانی یعنی طالبان کے گھر جانے کا بعینہٖ یہی مطلب ہے کہ ہر طرف حقانی فیض نظر آرہا ہے۔ استقبال کرنے والے امارتِ اسلامی کے ارکان علماء اور حقانی فضلاء کو دیکھا مجھے ایسا لگا گویا ہم لوگ اسلامی مملکت اور امارتِ اسلامی ہی نہیں بلکہ ایک دارالعلوم میں ہیں حقانی فضلاء کی کثرت دیکھی جو اپنے شیخ و مربی شیخ الحدیث مولانا انوارالحق مدظلہم کے استقبال و احترام کے لئے آئی ہوئی تھی اور علماء و فضلاء بالخصوص حقانی ابناء خلوص و محبت سے گویا نچھاور ہو رہے تھے، مجھے ایسا محسوس ہوا کہ ہم پھر سے دارالعلوم حقانیہ کی علمی فضاؤں میں پہنچ گئے ہیں، میرے سامنے مجاہدین و فاتحین کے جرنیل' کمانڈر اور امریکہ اور نیٹو کو لوہے کے چنے چبوانے والے سرفروشانِ اسلام جن کی عظمت وسطوت کو پورے عالم نے تسلیم کرلیا ہے، دینی مدارس کے علماء' حقانیہ کے فضلاء' شرعی لباس' مسنون داڑھی' مسنون عمارہ' چہروں کی علمی وجاہت

اور علم کے انوارات چھلک رہے تھے، یہ خوبصورت منظر دیکھ دیکھ کر ایمان کو تازگی مل رہی تھی اور مجھے ایسے لگا ایسے لگا گویا اللہ پاک نے دنیا میں مجھے جنت کے مناظر دکھا دیے ہیں۔

اس موقع پر میں نے ایک عجیب منظر یہ بھی دیکھا کہ تقریب میں سرکاری پروٹوکول کے مطابق میزبان حکمرانوں اور مہمانوں کے لئے کرسیاں سجائی گئیں تھیں، صدارت کی منصبت پر شیخ الاسلام مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ تشریف فرما ہیں۔ وزیر داخلہ مولانا سراج الدین حقانی اپنی کرسی پر براجمان تھے کچھ لمحے بعد والدی الکریم شیخ الحدیث مولانا انوار الحق مدظلہ تشریف لائے تو وہ لپک کر آگے بڑھے اپنی کرسی چھوڑ دی، والد گرامی سے مصافحہ کیا اور ان کو بانہوں سے پکڑ کر ساتھ لائے اور انہوں نے پہلے سے اپنی متعینہ نشست پر انہیں بٹھا دیا اور اہل دنیا کو اپنے مشائخ واساتذہ کے ادب و احترام کا ایسا پیغام دیا کہ قرونِ اولیٰ کے مجاہدین اور غازیوں کی تاریخ دُہرادی، اگرچہ افغانستان اور طالبان حکومت نازک دور سے گزر رہی ہے، عالمی معاشی بائیکاٹ کے سخت ترین نتائج بھگتے جا رہے ہیں، مگر وہاں کی اسلامی قیادت علماء اور حقانی فضلاء اور حقانیین کے پاس ہم نے ڈھیر ساری محبتیں' بے پایاں خلوص' اور بات بات سے ٹپکتی ہوئی اپنائیت کے جو مناظرہ دیکھے وہ ہمارا لئے دنیا وآخرت کا لازوال کارنامہ ہے۔

ہماری گاڑیاں جب افغانستان میں جا رہی تھیں جو ۴۰ رسال سے زخم خوردہ سینۂ چاک اور داماں دریدہ آفت زدہ ملک ہونے کے باوجود یہاں کے حرماں نصیب در و دیوار کے باوصف افغانوں کی سخت جان زندگی' کوچہ وبازار میں زندہ بیدار تھی۔ اس میں آسودہ اور مطمئن بستیوں والی زیبائی اور رعنائی نہ سہی تاہم زندگی گزارنے کا فن دکھانے والی توانائی ضرور تھی۔

## تحریک طالبان پاکستان کی ریاست سے مذاکرات پر آمادگی :

اس موقع پر اکابر ومشائخ پاکستان اور امارتِ اسلامی افغانستان کی باہمی مشاورت سے تحریک طالبان پاکستان کے حوالے سے بھی طویل مباحثہ ہوا، یہ پاکستان کے اپنے علماء' طلباء اور بعض مدارس کے فضلاء ہیں جو اپنی ریاست سے نالاں ہیں اور ملک سے خود ساختہ ہجرت کر کے

افغانستان میں بیٹھے ہیں۔ایسے لوگوں سے معاملات طئے کرنا اور مذاکرات اگر چہ ریاست کی ذمہ داری ہوتی ہے مگر طالبان حکومت کے وزیر داخلہ خلیفہ سراج الدین حقانی نے اپنی ملاقات میں پاکستانی زعماء کے وفد سے درخواست کی کہ وہ اپنے ان بھائیوں سے ملیں اور ان کے مطالبات پر غور کر کے مصالحت کا راستہ نکالیں تا کہ کسی بھی فریق کو اذیت اور نقصان نہ پہنچے۔مولانا سراج الدین نے حقانی ارکانِ وفد سے بات کی، بالخصوص علاقہ پشتون کے علماء کو پوری توجہ دلائی کہ یہ ذاتی دلچسپی ایک بڑے خون خرابے سے مسلمانوں کو بچا سکتی ہے۔انہوں نے والدی الکریم مولانا انوارالحق سے فرمایا: ویسے بھی اللہ تعالیٰ آپ کو لائے ہیں اور وہ بھی یہاں پہلے سے موجود ہیں کیوں نہ دونوں جانب کے ذمہ دار حضرات کی ایک نشست کرا دی جائے، چنانچہ اُن کے تقریباً ۵۰/ سے زائد سرکردہ حضرات کو مدعو کر کے پاکستانی زعماء کے ساتھ بٹھادیا گیا،اس موقع پر وزیر داخلہ خلیفہ سراج الدین حقانی بھی موجود تھے،خوب خوش گوار ماحول میں ان کے ساتھ باہمی مشاورت ہوئی، گفتگو میں اپنائیت اور اہداف میں یگانگت تھی، پاکستانی زعماء' علماء اور خصوصاً شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی نے بڑے مدلل انداز میں قرآن وحدیث کی روشنی میں جہاد کے شرعی حدود واحکامات بیان فرمائے اور اس کے ساتھ ساتھ پاکستان کے آئین وقانون پاکستان کے دفاعی اداروں' افواجِ پاکستان کے بارے میں تمام اُمور پر روشنی ڈالی۔شیخ الاسلام نے تقریباً گھنٹہ تک تفصیلی بیان فرمایا، جس کے بعد تمام وفد موم کی مانند پگھل چکا تھا اور پاکستان کے دستور وآئین کے بارے میں تمام شکوک وشبہات رفع ہو چکے تھے، انہیں ریاستِ پاکستان کے ساتھ مذاکرات پر آمادہ کیا کہ وہ اپنے تمام اہداف' موضوعات اور مسائل پر حکومت پاکستان سے گفتگو کریں۔الحمدللہ کہ انہوں نے اپنے تمام اکابر ومشائخ اور اساتذہ کی ہدایات کی لاج رکھی اور تلمذ کے رشتے کی آبرو رکھتے ہوئے اپنے اضیاف کی ہدایات پر آمنا وصدقنا کہا۔

## ہائر ایجوکیشن اکیڈمی کا دورہ :

اس کے بعد مولانا عبدالباقی کی دعوت پر ہائر ایجوکیشن اکیڈمی' اس کے شعبہ تخصصات اور

ایک وسیع وعظیم اور جامع لائبریری کا معائنہ کرایا گیا۔ علمی اور تعلیمی حوالے سے ایک مثالی اور آئیڈیل کام دیکھ کر بے حد مسرتیں حاصل ہوئیں۔ ان شعبۂ تخصصات اور ہائر ایجوکیشن اکیڈمی میں ستر فی صد (۷۰%) سے زائد عملہ و منتظمین اور ملازمین جامعہ حقانیہ کے فضلاء اور روحانی ابناء مصروفِ کار تھے۔ اس موقع پر معائنہ کے ساتھ ساتھ مذاکرات اور باہمی مشاورت کا سلسلہ بھی چلتا رہا۔ پردہ کے دوسری طرف معلّمات و متعلّمات خواتین بھی موجود تھیں۔ مغرب کے جارحانہ پروپیگنڈہ کے خلاف عملی طور پر سب نے معائنہ کیا کہ خواتین کی تعلیم کا بھرپور اہتمام ہے۔ وہاں کے معروضی حالات کی بنا پر بعض ادارے خواتین کی ہمہ جہتی تعلیم میں تاحال سارا کام مکمل نہیں کر پائے تھے۔ اس کی تکمیل میں بھی کوشاں اور رواں دواں اور شاداں و فرحاں تھے۔ اس موقع پر ہم نے یہ بھی دیکھا کہ افغانستان کی طالبان حکومت میں کلیدی عہدوں پر فائز ذمہ داران میں بھی اکثریت فضلائے حقانیہ کی تھی، ہر جگہ ہر طرف ہر شعبہ میں حقانی فضلاء کی کارکردگی نمایاں تھی، ہم جدھر بھی گئے اور جس شعبہ میں گئے حقانی فضلاء نے ہر جگہ اور ہر مقام پر ہمیں اپنے گھیرے میں لے رکھا تھا۔

## ۲۶ / جولائی کو مختلف وزراء اور عمائدین سے رات گئے تک مذاکرہ :

۲۶ / جولائی کو عصر کے وقت ہم اپنی قیام گاہ ہوٹل واپس آ گئے، قدرے استراحت کے بعد طالبان زعماء' وزراء اور حقانی فضلاء کی آمد کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا۔ سب کے ساتھ علیحدہ علیحدہ مختلف موضوعات پر مشاورت' مکالمات اور باہمی تبادلۂ خیالات ہوتا رہا جو رات گئے تک جاری رہا۔

## ضیافت' مفاہمت اور مشاورت :

مختلف وزارتوں اور وزراء اپنے اپنے محکمے کا تعارف اور کارکردگی سے آگاہ کرنا ضروری سمجھتے تھے اور ہر وزیر اور تمام ذمہ داران اس حوالے سے بھی اضیاف کی بھرپور بریفنگ بھی کرنا چاہتے تھے مگر اضیاف اکابر' بزرگوں اور اپنے اساتذہ کو اپنے اداروں میں لے جا کر اور ضیافت و اعزاز یہ دے کر باہمی مشاورت اور بریفنگ دینے کو سوءِ ادب سمجھا، لہٰذا مختلف وزارتوں نے پر تکلف دعوتوں کا اہتمام کر کے ہوٹل ہی میں لانے اور کھلانے کا اہتمام کیا۔ اس موقع پر متعلقہ تمام اُمور پر مشاورت بھی ہوتی رہی اور سرکاری کاموں اور ترقی و استحکام کے تمام اُمور میں پیش رفت'

مفاہمت اور مشاورت کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ یہ طالبان حکومت کے مہمان نوازی اور اپنے اساتذہ واضیاف کی خدمت اور ان کے احترام واکرام کا خاص امتیاز تھا جو طالبان نے آخر تک قائم رکھا۔

## رئیس الوزراء وزیر اعظم کی ملاقات :

۲۷/جولائی کو افغانستان کے وزیر اعظم ملا محمد حسن (جو امیر المؤمنین ملا محمد عمر کے معتمد اور قریبی اور ابتدائی ساتھی ہیں حد درجہ' خلیق' ملنسار' متواضع اور انکسار کا مظہر ہیں کے ساتھ ملاقات طے تھی۔ اضیاف کو ارگ (پرائم منسٹر ہاؤس) لے جایا گیا تقریباً تین گھنٹے ان کے ساتھ تبادلۂ خیال' مذاکرات اور مشاورت جاری رہی، ان کے ساتھ گفتگو کا مرکزی موضوع ''تعلیم' نظام ونصابِ تعلیم اور تعلیم نسواں کا اہتمام تھا۔

دوسرا اہم موضوع بیرونِ ملک اور عالمی اداروں سے قرض لینے کی بات تھی۔ الحمد للہ! اس وقت بھی افغانستان کسی بھی ملک کا مقروض نہیں ہے جبکہ ہم پاکستانی اپنے ملک میں بیرونی قرضوں میں پھنستے چلے جا رہے ہیں، نکلنے کا راستہ ہی نہیں ملتا مگر افغانستان واحد ملک ہے جس پر آج تک کسی بھی مملکت کا قرض نہیں ہے۔

تیسرا موضوع افغانستان کا پاکستان کے ساتھ باہمی تعلقات' روابط' معاملات اور مشاورت کا تھا جو گزشتہ ۲۰/برس میں مغربی گماشتوں کی شرارت کی وجہ سے متأثر ہوا، اور سادہ لوح افغانوں کے کاموں میں پاکستان کے خلاف بڑی چالاکی اور تدبیر سے بغض وعداوت کا زہر گھولا گیا۔

شرکائے وفد نے وزیر اعظم کو اسلامی امارت کے قیام' نشأۃ ثانیہ اور استحکام پر مبارکباد پیش کی۔ وزیر اعظم کو دیکھ کر' ان کے لباس' سادگی مسکنت اور عجز وتواضع کو دیکھ دیکھ کر ہمارے ایمان تازہ ہوئے اور قرونِ اولیٰ کی یاد تازہ ہوگئی۔ اس موقع پر وزیر اعظم ملا حسن نے فرمایا کہ جس طرح حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے وقت اپنے تمام اعداء اور مخالفین کے جرائم معاف کر دیے تھے، ہم نے بھی معافی کا اعلانِ عام کر دیا ہے۔ ہم نے افغانوں سے کہہ دیا ہے کہ ہم طالبان پر مظالم کرنے والے، ان کے سر قلم کرنے والے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹنے والے، ان کے جسم کا مثلہ کرنے والے سب کو معاف کر دیا ہے، ہم نے کہہ دیا ہے تم جہاں بھی ہو

افغانستان تمہارا اپنا ملک ہے ملک کی تعمیر نو میں ہمارے دست و بازو بن کر شانہ بہ شانہ مل کر آگے بڑھو، اللہ کریم ترقی وکمال اور استحکام عطا فرمائے گا۔

تقریباً تین ساڑھے تین گھنٹے وزیراعظم کے ساتھ طویل مذاکرات ہوئے، فریقین کی باہمی محبتیں، اخلاص اور مفید مذاکرات وافادات اور اہم تبادلۂ خیالات کے پیش نظر جدائی اور فراق بہت دشوار تھا۔ رئیس الوزراء کا دِل بھی فراق پر آمادہ نہ تھا مگر بہ امر مجبوری بادلِ ناخواستہ ہم نے اجازت لے لی، افغان زعماء بتاتے تھے کہ دس ماہ میں یہ پہلا ایک عظیم وفد ہے جس میں حکمرانوں کے اساتذہ، مربی، مشائخ اور شفیق اتالیق موجود تھے جن کے ساتھ ہماری زندگی گزری ہے، جن سے ہم نے انقلاب کے راستے معلوم کئے ہیں۔ جن سے ہمارے تلمذ واستفادہ اور تعلیم وتعلم کا رشتہ وابستہ ہے، وہ لوگ پہلی بار ہمارے مہمان بنے ہیں، اس موقع پر امارتِ اسلامی کی جانب سے ملا عبدالحکیم حقانی (قاضی القضاۃ)، ملا عبدالحکیم حقانی شرعی (وزیرعدلیہ)، مولانا عبدالباقی حقانی (وزیر ہائرایجوکیشن)، ملا نوراللہ (وزیرتعلیم) اور سفیر پاکستان جناب منصور علی خان سب موجود تھے۔

## کابل کے مضافات میں :

ہوٹل میں قدرے استراحت کے بعد میں اور والد مکرم کابل کے مضافات میں سیروتفریح کے لئے نکلے کابل کے مضافات لے جائے گئے۔ ایک تفریحی پروگرام طے کیا تھا، چنانچہ پہلے ہم کابل سے کچھ فاصلے پر قرغہ نامی جھیل لے جائے گئے، یہ بڑی خوبصورت اور صاف وشفاف جھیل ہے، جہاں برف کا پگھلا ہوا پانی جمع ہوتا ہے، اس کے چاروں طرف ہرے بھرے درخت اور خوب صورت پھولوں کے پودے ہیں، لوگ اس وسیع وعریض جھیل میں کشتیوں اور بوٹوں کے ذریعہ سیر کرتے ہیں، ہم لوگ تھوڑی دیر یہاں رک کر اور اس قدرتی نظارہ کا لطف اٹھا کر آگے بڑھے، یہاں سے دو تین کیلومیٹر کے فاصلے پر پغمان نامی مقام ہے، اس کے چوراہے پر باب آزادی بنا ہوا ہے، جو انگریزوں سے آزادی حاصل کرنے کی یادگار ہے، کہا جاتا ہے کہ امان اللہ خان انگریزوں پر فتح حاصل کرنے کے بعد اسی راستے سے کابل میں داخل ہوئے تھے، جیسے دہلی کے انڈیا گیٹ پر مجاہدین آزادی کے نام کندہ کئے گئے ہیں، اسی طرح برطانوی استعمار سے آزادی حاصل کرنے کی جنگ

میں جو لوگ شہید ہوئے، یہاں ان کے نام کندہ کئے گئے ہیں، سابق صدر افغانستان احمد کرزئی صاحب نے یہاں اپنے دور میں ایک خوبصورت اور وسیع پارک بنایا ہے، اس پارک میں ایک محل بھی تعمیر کیا گیا ہے، جو کافی بلندی پر ہے، اور مختلف ہالوں اور سنگ مرمر کے وسیع صحن پر مشتمل ہے، نیچے دور تک سبزہ زار اور خوبصورت پھولوں اور ہرے بھرے درختوں کا منظر نہایت ہی دل کش ہے، اور چوں کہ یہ پہاڑی پر واقع ہے؛ اس لئے سبک خرام ہواوں کا قافلہ بھی اٹھکیلیاں کرتے ہوئے گزرتا اور آنے والوں کے لئے راحت کا سامان مہیا کرتا ہے، افغانستان اور بعض دیگر وسط ایشیائی ممالک میں اہل فارس کا قدیم تہوار نوروز منایا جاتا ہے، اور ہر سال باری باری کسی ایک ملک میں نوروز کی مرکزی تقریب رکھی جاتی ہے، چندسال پہلے یہ تقریب افغانستان کے حصہ میں آئی تھی، اس تقریب کے لئے بہت ہی کم وقت میں اس پارک کی تعمیر ہوئی، لیکن تقریب کے منعقد ہونے سے پہلے ہی طالبان نے اعلان کر دیا کہ نوروز کی تقریب غیر اسلامی فعل ہے، اس لئے وہ اس کی اجازت نہیں دیں گے، نتیجہ یہ ہوا کہ یہ تقریب یہاں کے بجائے صدارتی محل میں منعقد ہوئی، لیکن اس بہانے یہ خوبصورت تفریح گاہ بن گئی، عصر کی نماز ہم لوگوں نے اسی پارک میں ادا کی۔ نمازِ مغرب کے بعد مولانا عبدالباقی نے ضیافت کا اہتمام کر رکھا تھا، بہت ہی لذیذ اور پر تکلف کھانا کھلایا رات گئے، تک مختلف اُمور مشاورت رہی، فارغ ہوئے اور استراحت کے لئے سو گئے۔

کابل کے مضافات میں صحابہ کرامؓ کے حوالے سے مشہور قبرستان شہداء صالحین میں بھی حاضری کی سعادت ہوئی۔ یہاں صحابی رسول حضرت تمیم انصاریؓ اور تابعی حضرت لیث بن قیس بن عباسؒ کے مزارات پر گئے۔ کابل میں اسلام حضرت عثمان بن عفانؓ کے دورِ خلافت میں پہنچ گیا تھا اور یہاں متعدد صحابہ کرامؓ کی قبروں کی موجودگی بیان کی جاتی ہے۔ مذکورہ بالا دونوں بزرگوں کے مزارات کے ساتھ مساجد بھی ہیں۔ حضرت لیث بن قیسؒ کو یہاں شاہ دو شمشیر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور ان کی مسجد بھی اسی نام سے معروف ہے۔

## خلیفہ سراج الدین حقانی کا اعزازیہ :

(۲۸ر جولائی) صبح ۷ر بجے وزیر داخلہ خلیفہ سراج الدین حقانی نے اپنے دولت کدہ پر

مدعو فرمایا جہاں ان کے ساتھ بے تکلف ملاقات اور تفصیلی مذاکرات ہوئے۔ خصوصاً والد محترم کے ساتھ تنہائی میں تقریباً دو گھنٹے ملاقات، تبادلۂ خیالات اور دگفتگو کی۔ اپنے عظیم والد مولانا جلا الدین حقانی' ان کے جامعہ حقانیہ میں طالب علمی اور تدریسی دور کے تذکرے' واقعات سناتے رہے جو انہوں نے اپنے والد سے سن رکھے تھے۔ فرمایا: میرے والد بڑی حسنِ عقیدت اور محبت سے حقانیہ اور شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کا تذکرہ کرتے گویا نچھاور ہورہے ہیں۔

## تحریک طالبان کے زعماء سے ایک اور ملاقات :

اس موقع پر مجلس مشاورت میں یہ بھی طئے پایا کہ تحریک طالبان پاکستان کی قیادت سے ایک دوسری ملاقات بھی ہوجائے تو زیادہ بہتر ہوگا تو ان کے سرکردہ چار بڑوں کو بلایا گیا۔ ان کے ساتھ نہایت دوستانہ' مخلصانہ اور بڑے خوشگوار ماحول میں بات ہوئی، ظہر تک یہاں موجود رہے، پھر خلیفہ سراج الدین حقانی نے بڑے احترام واکرام اور کمال شفقات سے رخصت فرمایا اور تمام ارکانِ وفد واپس ہوٹل چلے گئے۔

## شیخ رحیم اللہ حقانی کے دارالعلوم میں :

اس دوران میرے ہمدرس اور بہترین جید عالمِ دین شیخ رحیم اللہ حقانی بھی میرے ساتھ مسلسل رابطہ میں رہے کہ والد گرامی کو ان کے مدرسہ میں لے جایا جائے، والد گرامی قدم رنجہ فرماویں تو ممنونِ احسان ہوں گا۔ اباجی سے عرض کیا: تو انہیں آمادہ پایا۔ مولانا رحیم اللہ حقانی کے ہاں ابتداء سے لے کر دورۂ حدیث تک ۴۰۰۰ طلباء زیر تعلیم ہیں۔ والد صاحب حقانیہ کے فیض کی یہ بہاریں دیکھ کر بہت خوش ہوئے، ان کے اصرار پر والد صاحب نے مختصر ناصحانہ خطاب فرمایا اور موجودہ ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی تاکید کی۔

## احبابِ ہرات سے ملاقات :

یہاں سے واپسی پر حضرت والد گرامی کے محبین ومعتقدین حاجی ذبیح اللہ سلطانی اور ان کے برادران جو اصلاً ہرات کے رہنے والے ہیں کابل میں فروکش ہیں۔ ان کی مخلصانہ دعوت پر چند لمحے انکے دولت کدہ پر تشریف لے گئے وہ بہت خوش ہوئے اور والد مکرم سے ڈھیروں دُعائیں لیں۔

## امیر المؤمنین بھیس بدل کر افغانستان کا دورہ کرتے ہیں :

وزیراعظم سے ملاقات کے دوران ہم نے ایک خواہش کا اظہار کیا کہ امیر المؤمنین سے ایک ملاقات ہوجائے جو ہمارے لئے ایک عظیم سعادت ہوگی۔ امیر المؤمنین اگرچہ اپنے ملک میں تھے مگر من جانب اللہ معاملہ یہ بن گیا کہ امیر المؤمنین حسبِ معمول بھیس بدل کر ولایت اور مختلف شہروں کے دورہ پر تشریف لے گئے تھے۔ اس طرح ہفتوں ہفتوں وہ سفر پر رہتے ہیں وہ اپنے مرکز قندھار میں بھی موجود نہیں تھے، لہٰذا یہ تشنگی باقی رہے، واپسی ہوئی اور دل میں دُعائیں کیں ان شاء اللہ پھر کبھی ملاقات ہوجائے گی، یا رزندہ صحبت باقی۔ ہوٹل پہنچے واپسی کی تیاریاں شروع ہوگئیں، طبیعت مرجھائی ہوئی تھی، روئے گل سیر نہ دیدم کہ بہار آخر شد

چونکہ ہماری روانگی قریب تھی اس لئے علماءِ کرام، حقانی فضلاء، وزراء، تلامذہ و محبین اور مجاہدین اور امارتِ اسلامی کے عہدیداران کی آمد اور الوداع کرنے والوں کا ہجوم رہا۔ اسی روز سوا نو بجے سفارت خانہ میں ارکانِ وفد کے اعزاز میں عشائیہ کا اہتمام کیا گیا تھا۔ ہوٹل سے بہ مشکل فارغ ہوئے۔ سفیر اور عملے نے والہانہ استقبال کیا۔ شیخ الاسلام مولانا محمد تقی عثمانی، مولانا محمد حنیف جالندھری اور والد محترم نے مختصر خطابات فرمائے۔ سفیر نے اضیاف کا شکریہ ادا کیا۔

(۲۹ر جولائی) صبح ہی سے علماء کا ہجوم، فضلاء کی کثرت، واپسی کی تیاریاں اور الوداعی حزن والم کی کیفیتیں الغرض ظہر کی نماز سے فارغ ہوئے تو ائیر پورٹ کے لئے روانگی ہوئی۔ احباب، امارتِ اسلامی کے قائدین، فضلا وعلماء اور سفات خانے کے عملہ نے بڑے احترام وعقیدت اور بڑے اعزاز کے ساتھ رُخصت کیا۔

ہاں! ناسپاسی ہوگی کہ سینیٹر طلحہ محمود کا تذکرہ نہ کیا جائے، انہوں نے زلزلہ زدگان اور متاثرین پر تعاون، نصرت اور اعطاء وعنایت اور بھرپور امداد کے دروازے کھول دیے، خود متاثرین میں جاتے اور حسبِ ضرورت اپنے ہاتھوں سے تقسیم کرتے، ان کے والد حاجی محمود صاحب جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی شوریٰ کے رکن اور شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ؒ کے قریبی ساتھی تھے۔ جناب طلحہ محمود صاحب بھی ان ہی روایات کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔

...... ۵۲۹ ......